

قسط 2

مراد کہاں جا رہے ہو۔۔۔ سکندر خان مراد کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھتے بولے۔۔

گاؤں دیکھنے جا رہا ہوں۔۔ جلدی آجاؤں گا۔۔

مراد ان کو دیکھتا ہوا بولا۔

چلو ٹھیک ہے جاؤ لیکن جلدی آنا شادی کی تیاریاں بھی کرنی ہے۔۔ وہ کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔۔

وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔۔

وہ کسی کو دیکھنے کا منتظر تھا۔۔ سالوں کی دوری تھی۔۔ حدید صاحب مسکرائے مراد خان کو آج دیکھ کر۔۔

وہ اس کی خوشی کی وجہ اچھے سے جان چکے تھے۔۔

خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

حدید صاحب جلدی کریں گاؤں کی طرف جانا ہے۔

حدید صاحب نے فوراً گاڑی کی سیٹ سنبھالی اور مراد جلدی سے گاڑی میں بیٹھا۔ اور گاڑی گاؤں کی طرف روانہ ہو گئی۔

کہاں جائیں گے آپ مراد صاحب۔۔۔

حدید صاحب مراد کو گاڑی کے شیشے میں دیکھتے ہوئے بولے۔۔

آپ جانتے ہیں کہ مجھے کہاں جانا ہے۔۔

اپ بس گاڑی وہاں کی طرف لے جائیں۔۔ وہ مسکراتا ہوا بولا۔

وہ ایک درخت کے پاس کھڑا تھا۔۔ جس کے سامنے ایک گھر موجود تھا۔۔ وہ اس درخت پر بیٹھ گیا۔۔

وہ اس گھر کو گھور رہا تھا۔۔ جس کے اندر وہ لڑکی موجود تھی۔۔ جو اسے بہت عزیز تھی۔۔ جسے دیکھنے کے لیے اس نے چھ سال انتظار کیا تھا۔

آج اندر چلے ہی جائیں آپ کسی بہانے۔۔ کب تک ایسا چلے گا۔۔ حدید صاحب مراد کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے۔۔

شاید وہ خود آجائیں باہر۔۔ مراد نے آنکھوں نے یہی جواب دیا تھا حدید صاحب کو۔۔

اچانک اس گھر کا دروازہ کھلا کوئی جوان لڑکا وہاں سے نکلا تھا۔۔

یہ کون ہے۔۔۔ کوئی مہمان آئے ہیں۔۔۔ ان کے گھر۔۔۔ مراد نے حدید صاحب سے تشویشی نظروں سے پوچھا۔۔۔

جی کوئی لوگ آئیں ہیں ان کے گھر۔۔۔ آج اندر چلے ہی جائیں ویسے بھی آپ کو کون روکے گا آپ کی ویسے بھی یہاں پہ سب بہت عزت کرتے ہیں مراد صاحب۔۔۔ وہ اس گھر کے دروازے کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

ڈر لگتا ہے اس سے۔۔۔ ڈر لگتا ہے اس آنکھوں والی چڑیل سے۔۔۔ اس لڑکی سے۔۔۔ اس دل چرانے والی لڑکی سے۔۔۔

چلیں آج جا کر ہی دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔ ایسے تو اس نے آنا نہیں۔۔۔ وہ مایوس ہوتا وہ بولا۔۔۔ جو کافی دیر سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ جو نکلنے کا نام تک نہیں لے رہی تھی اپنے گھر سے۔۔۔

اچانک اس نے اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔ تو ایک 45 سال کی عورت نے دروازہ کھولا۔۔۔

وہ ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔۔۔ اگر پانی مل جائے تو۔۔۔ اس سے وہ عورت اپنی ساس لگ رہی تھی اس لیے اس نے سر جھکاتے ہوئے بات کی۔۔۔

یہ مراد خان ہے۔۔۔ خان حویلی کے چھوٹے نواب۔۔۔

پیچھے سے حدید صاحب بولے۔۔۔

اچھا اچھا۔۔۔ اندر آئیں۔۔۔ اس عورت نے اسے اندر آنے کا کہا۔۔۔

تو وہ اپنے قدر قدم اندر کی طرف لے کر چل پڑا۔

وہ چھ سال پہلے اس گھر کی دہلیز پر اپنا قدم رکھنا چاہتا تھا مگر چھ سال بعد رکھ رہا تھا۔ اس نے چھ سال بعد یہ پہلا قدم اس لڑکی کے نام رکھا تھا جو اس کے دل کی دھڑکنوں میں بسی ہوئی تھی۔

وہ عورت اندر سب کو بتا رہی تھی۔۔۔ کہ مراد خان ان کے گھر میں آیا ہے۔۔۔ مہمان جو تھے سارے باہر آگئے۔۔۔

لیکن وہ چہرہ نظر نہ آیا۔۔۔ جس کے لیے وہ آیا تھا۔۔۔ محبت وقت مانگتی ہے اور ہر انسان کے لیے محبت کو وقت دینا

بے حد ضروری ہے۔ چاہے وہ پیار ہو محبت ہو یا پھر ع۔ ش۔ ق۔ عشق ہو۔

اس نے خود کو تھل میں لاتے ہوئے۔۔۔ کچھ دیر سب سے باتیں کی۔۔۔ اور پھر اس عورت سے پوچھا۔۔۔ کہ آپ کے کتنے بچے ہیں۔

اس عورت نے مراد کو بتایا کہ۔۔۔

اس کی ایک بیٹی ہے صرف۔۔۔ مراد کی آنکھیں مسکرائی تھیں۔

میں بلاتی ہوں۔۔۔ اوپر کچن میں ہے۔۔۔ چائے بنواتی ہوں اس سے۔۔۔ وہ عورت اس کی طرف مسکراتے دیکھتے ہوئے بولی۔

نور چائے لے کر آؤ بیٹا۔۔۔ مہمان آئیں ہیں۔۔۔ ایک عورت نیچے سے چلائی۔۔۔

نور۔۔۔ نور نام ہے اس کا۔۔۔ چلو نام تو پتہ چلا اس کا۔۔۔ مراد نیچے سر جھکاتا ہوا مسکرایا۔۔۔ بعض لوگوں کے نام ہمارے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دیتے ہیں۔

سب اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے۔۔۔

وہ کوئی شہزادہ ہو۔۔۔ وہ تھا ایک شہزادہ ہی لیکن اس لڑکی کا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔۔۔ جس نے اسے ایسے قدم اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

ایک مہمان لڑکی نے اسے آنکھ کا اشارہ کیا تو اس نے اپنا سر دوسری طرف موڑ لیا۔۔۔ وہ یہاں کوئی افیر چلانے نہیں آیا تھا۔

وہ یہاں کسی اور کے لیے نہیں بلکہ اس لڑکی کے لیے آیا تھا جس نے اس کا دل چرا کے رکھا تھا۔۔

نور کو ایک اور آواز لگائی گئی۔۔

آرہی ہوں کوئی مر نہیں جائے گا۔ اگر کپ میں چائے ڈال لوں گی۔۔ تو۔۔ آرہی ہوں۔۔
اوپر والی شاید شدید غصہ میں تھی۔۔

سمجھاؤ کچھ اپنی نور کو 23 سال کی ہو گئی ہے۔ کل کو اپنے شوہر سے بھی ایسے بولی نا تو نہیں بچے گا اس کا گھر بہت تیز زبان ہے اس لڑکی کی۔۔۔۔

مراد ان باتوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔ وہ اب صرف اس لڑکی کا منتظر تھا۔۔ جس نے کچھ پل بعد اس کے سامنے آنا تھا۔

لمحے میں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ مراد نے نور۔۔۔ کو اور۔۔۔ نور نے مراد۔۔۔ کو ایک لمحے کو دیکھا۔۔

نور کچھ گھبرا گئی۔۔ مراد جہاں تھا وہاں ساکت ہو گیا۔۔ اسے یہ منظر کسی مشکل سے کم نہیں لگا۔۔ وہ جس لڑکی سے ملنے آیا تھا۔۔ وہ نور نہیں تھی تو کون تھی وہ۔۔۔

نور نے چائے مراد کے سامنے رکھ دی۔۔۔

کچھ دیر مراد سوچتا رہا۔۔ کیسے۔۔ کہاں۔۔ کب۔۔ وہم۔۔ شاید۔۔ وہ یہاں نہیں۔۔۔ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔ وہ یہاں رہتی تھی نور نہیں تو کون تھی۔۔۔

اس نے اسے کھو دیا۔۔ اعتراف محبت کیے بغیر۔۔۔

اس کے دماغ میں ہزاروں سوال جاگ اٹھے۔۔

مراد نے خود کو پر سکون کرتے ہوئے۔۔ اس عورت سے پوچھا یہاں پہلے کوئی اور رہتا تھا پہلے۔۔۔

ہاں ایک عورت رہتی تھی اپنی بچی کے ساتھ چند سال پہلے ایک حادثے میں ماں انتقال کر گئی اور بچی کوما میں چلی گئی چند ماہ بعد وہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئی۔۔ لوگوں سے سنا ہے کہ ماں کے غم میں بیچاری بچی کوئی نہیں تھا اس دنیا میں اس کا۔۔ وہ افسردگی سے بتا رہی تھی

اور۔۔۔

مراد کے دل میں ایک روگ اپنی جگہ بنانے لگا۔۔

کب سے ہیں آپ یہاں۔۔ مراد نے ہمت کرتے ہوئے ایک اور سوال ان کے آگے رکھا۔۔

تقریباً چھ سال ہونے والے ہیں۔۔ اس عورت نے اسے بتایا۔۔

وہ اب وہاں سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔ وہ یہاں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا تھا۔۔

اس نے جاتے ہوئے ایک اور سوال اس عورت نے پوچھا۔۔۔

نام کیا تھا اس کا۔۔

شاید آرزو تھا۔۔ وہ عورت ترچھی آنکھ کرتی ہوئی بولی۔۔

وہ گھر سے باہر نکل گیا اور اپنے دل پر ہاتھ رکھتا ہوا وہ بمشکل گاڑی تک پہنچا۔۔

حدید صاحب نے مراد کی رنگت دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

کیا ہوا ہے مراد بیٹا۔۔

وہ نہیں رہی۔۔۔ وہ مر گئی۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔۔۔

کیسے میں تو پچھلے کئی سالوں سے۔۔۔ ان پر نظر ہے نور نام ہے لڑکی کا۔۔۔ حدید صاحب بولے۔۔۔

نہیں وہ نور نہیں ہے۔۔۔ چھ سال پہلے انتقال کر گئی۔۔۔ میرے خدایا میرے ساتھ ایسا نہ کر اسے میری زندگی بھی دے یں۔۔۔

وہ آنسو کے ساتھ دعا کر رہا تھا۔۔۔ وہ ایک ایسی لڑکی کے لیے رو رہا تھا جسے اس بات کا علم تک نہیں تھا کہ مراد خان اس کے عشق میں مبتلا ہو چکا ہے۔۔۔ حدید صاحب نے مراد کو گلے لگایا۔۔۔

میں سب پتہ کرواتا ہوں کچھ نہیں ہوگا اگر خدا کو یہی منظور تھا تو اس میں کوئی بہتری ہوگی۔۔۔ خود کو سنبھالو اس کے فیصلے میں کوئی بہتری ہوتی ہے۔۔۔ حدید صاحب نے مراد کو تھپتھپایا۔۔۔

ہمیں ابھی حویلی بھی جانا ہے آپ خود کو سنبھالیں۔۔۔

اس نے ہمت کر کے خود کو سنبھالا اور گاڑی میں بیٹھا پورے راستہ اس نے خاموشی سے طے کیا۔۔۔

پتہ کروائیں وہ مر نہیں سکتی۔۔۔ حدید صاحب کو بولتا ہوا حویلی کے اندر جانے لگا۔۔۔

مراد ابھی حویلی میں داخل ہوا تھا کہ فاطمہ نے اسے روکا۔۔۔ تین دن بعد بارات ہے میری یاد ہے نا کیا ضرورت تھی گاؤں جانے کی میری شادی کی تیاری کس نے کرنی ہے۔۔۔

فاطمہ میرا سر درد ہو رہا ہے۔۔۔ میں کمرے میں جا رہا ہوں۔۔۔ آرام کرنے۔۔۔ وہ فوراً سیڑھیاں چڑھتا ہوا کمرے کی طرف بھاگا۔۔۔

وہ اب کمرے میں ٹہل رہا تھا ابھی کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں بھگنے لگی۔۔۔ مجھے امید ہے کہ تم زندہ ہو۔۔۔ دل کو جھوٹی امید دلائی۔۔۔

چھ سال پہلے۔۔۔

وہ گاؤں میں کھیتوں کو دیکھ کر اچانک حدید صاحب سے پوچھنے لگا۔ کیا زندگی بھی آسانی سے گزر جاتی ہے۔۔

اگر اچھے طریقے سے گزاری جائے تو آسانی سے گزر جاتی ہے مراد بیٹا۔ حدید صاحب نے مسکراتے ہوئے مراد کو جواب دیا۔۔

مجھے نہیں لگتا کہ۔۔ زندگی آسانی سے گزرتی ہے۔۔ جس طرح ایک پھول مڑ جا جائے تو دوبارہ بہت مشکل سے کھلتا ہے۔۔ ویسے زندگی بھی اگر ایک بار تکلیف دے تو وہی تکلیف کو بار بار ہمارے سامنے لا کر ہمیں تکلیف دیتی ہے۔۔ اذیت دیتی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے بہت کم چیزیں ہمیں ملتی ہیں جو ہم چاہتے ہیں کاش ہم وہ چیزیں چھین لیتے لوگوں سے مگر وہ کسی اور کی امانت ہوتی ہیں۔۔۔۔

جو چیز ہماری ہو سکتی ہے وہ ہماری ہو جانی چاہیے۔

جو چیز ہماری نہیں ہو سکتی وہ نہیں ہو سکتی۔۔

بس۔۔ مراد کافی گہری باتیں کر رہا تھا۔۔

آپ یہ باتیں کہاں سے سیکھتے ہیں۔۔ حدید صاحب نے اس کی بات سنتے ہوئے بولے۔۔

بس سیکھ لیتا ہوں میں بھی کہیں سے۔ دنیا ہے یہ۔ دنیا میں رہنا آسان نہیں جتنا کہ ہمیں لگتا ہے۔۔ دنیا میں ہم بے لباس آتے ہیں لیکن آخر میں ہم ایک کفن کے ساتھ اتارے جاتے ہیں۔۔

بات تو ٹھیک کی آپ نے چلیں اب گھر کو۔۔۔ حدید صاحب نے گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔۔۔

چلیں۔۔۔ مراد ابھی بھی ان سے باتیں کرتا ہوا ان کا سر کھا رہا تھا۔۔۔

وہ بھی راستے میں ہی تھے کہ سامنے سے کچھ لوگ مدد مانگ رہے تھے۔۔۔ تو حدید صاحب گاڑی روک کر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔ مراد نے حدید صاحب کو مدد کے لیے جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ تو وہ بھی گاڑی سے باہر نکل کر وہاں پاس ایک درخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔۔۔

مراد کی نظر سامنے ایک درخت پر پڑی جہاں ایک لڑکی امرود توڑ رہی تھی اور بچوں کو دے رہی تھی۔۔۔ کوئی سولہ سترہ سال کی لڑکی تھی جو یونیفارم میں تھی۔

آنکھیں اس چہرے پر اٹک گئی۔۔ آنکھوں کو اس کی آنکھوں کا راز جاننا تھا۔۔ چہرہ سنجیدہ تھا اس کا رازدار۔۔ محبت سے محروم۔۔ وہ اسے دور سے دیکھ کر بھول چکا تھا کہ وہ وہاں کیا کرنے گیا اور کیا کر رہا ہے۔۔۔

تو کسی دن یہاں سے اپنی ہڈی تروائے گی۔۔ ایک عورت کی اونچی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔

یا اللہ کوئی شہزادہ بھیج اس گھر میں مجھے یہاں سے لے جائے میری ہڈیوں کی پریشانی تو ختم ہو گئی میری ماں کو۔۔ وہ لڑکی مسلسل اندر کی طرف جاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

اس پتھر دل شہزادی کی نظر اپنے شہزادے پر نہیں پڑی تھی۔ لیکن اس شہزادے کی نظر اس پر پڑ چکی تھی۔۔ جس کی آنکھوں نے شہزادے کو قید کر لیا تھا۔۔ سنگ دل آنکھوں نے۔۔ خواہشوں سے خالی آنکھوں نے۔۔

وہ حویلی واپس آگیا تھا کیونکہ وہ منظر سے ہٹ چکی تھی۔۔ لیکن مراد خان نے اُسے اپنی آنکھوں میں قید کر لیا تھا۔

رات کے پہر وہ اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

میں کیوں سوچ رہا ہوں اس کے بارے میں۔۔۔ کہیں مجھے اس سے محبت تو نہیں ہو گئی۔۔۔ نا یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ مجھ سے چھوٹی ہے۔۔۔ لیکن عمر سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ لیکن میرے خاندان کو پڑے گا اس لڑکی سے فرق۔۔۔ مجھے صرف اسے جاننا ہے اب میں کیا کروں۔۔۔ بھول جاؤ۔۔۔ مراد اسے کیا سوچتے جا رہے ہو۔۔۔ اس کے بارے میں وہ بستر پر کروٹ لیتا ہوا نیند کی وادی میں جا سویا۔۔۔

سات دن مراد خان گاؤں نہیں گیا۔ مگر گاؤں میں وہ اپنا آپ رکھا آیا تھا۔ اب اسے دیکھنے کی طلب اور ہو رہی تھی۔۔۔ سو وہ دوسرے ڈرائیور کو لے کر چلا گیا۔۔۔

مراد کا دل یہ اقرار کر چکا تھا کہ اسے اس لڑکی سے محبت ہو گئی ہے لیکن زبان اس بات کا اقرار نہیں کر رہی تھی۔۔۔

مراد کا دل اور زبان اس وقت اقرار میں آئی جب وہ لڑکی ساری پہنے مراد کے قریب سے گزر گئی اس کے بدن کی خوشبو نے مراد کو اپنے اندر قید کرنا چاہا۔۔۔

ٹھیک ایک ہفتے بعد مراد امریکہ چلا گیا ہے جہاں وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ چلا تو گیا مگر خود سے یہ عہد کر کے کہ جب وہ واپس آئے گا تو اسے اپنا بنائے گا۔
خاندان کی کوئی پروا نہ تھی اب اسے۔۔۔ صرف اس کی تھی اور اپنے ماں باپ کی۔۔۔ وہ چلا
گیا ایک مشہور بزنس مین بنے۔۔۔

ٹھیک دو سال بعد اس نے حدید صاحب کو ان پر نظر رکھنے کو کہا۔۔۔

انہیں ساری بات بھی بتائی جو جہاں سے شروع ہوا تھا

آغاز محبت وہ سمجھ گئے۔۔۔ مراد بچپن سے انہوں نے اپنے ہر راز بتا دیتا تھا کیونکہ وہ کبھی
مراد کا راز کسی کو نہ بتاتے کیونکہ مراد ہمیشہ سے ان کے لیے بیٹا بنا رہا ہر مشکل میں کھڑا
رہا اس نے پہلی بار کچھ حدید صاحب سے مانگا اور وہ ایسا نہ کرتے مراد اگر جان بھی مانگتا تو
وہ دے دیتے۔۔۔ لیکن محض ایک لڑکی پر نظر رکھنے کا کہا گیا تھا۔۔۔ جو انہوں نے رکھی۔۔۔

کچھ دن بعد مراد کو پتہ تو چل گیا کہ وہ لڑکی کا باپ چند ماہ پہلے وفات پایا ہے۔۔۔ بیوہ ماں
ہے اور اس کی ایک ہی بیٹی ہے۔۔۔ نام نہ پتہ چل سکا اور نہ ہی جاننا چاہا اس کا نام۔۔۔ اس
نے اس کا نام دل رکھ دیا تھا۔۔۔ اور نہ کبھی اس نے حدید سے اس کا نام پوچھا۔۔۔

اب چھ سال بعد مراد واپس آیا اپنی بہن کی شادی کے لیے۔۔۔ اس لڑکی کو اپنانے۔۔۔ لیکن جب وہ اس گھر گیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکی تو مر چکی ہے۔۔۔۔۔ کب چھ سال پہلے۔۔۔۔۔ چار سال پہلے۔۔۔ جس لڑکی پر نظر رکھی گئی وہ کوئی اور تھی وہ نہیں جسے وہ چاہتا تھا۔۔۔ وقت رک گیا تھا۔۔۔ یا پھر مراد خان رک گیا تھا۔۔۔ شاید وہ لڑکی اس کی قسمت نے میں نہیں تھی۔۔۔ اس لیے وہ حویلی رہنا نہیں چاہتا تھا صرف بہن کی شادی تک اسے یہاں رہنا تھا۔۔۔ اسے پھر کسی مردہ انسان کی طرح رہنا تھا اس کے بغیر۔۔۔۔۔

انتہا کہاں ہے؟ سکندر خان نے آمنہ باجی سے پوچھا۔۔۔

وہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے وہ کام پر نہیں آئی۔۔۔

مراد سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا اور باہر باغ کی طرف چل دیا وہ کل سے ٹھیک نہیں تھا جب سے وہ گاؤں سے آیا تھا۔ خان حویلی دلہن کی طرح سچی ہوئی تھی۔۔۔ مگر کوئی مردہ ہوا لائٹ بند کیے اپنے کمرے میں سگریٹ کا دھواں ہر طرف پھیلا رہا تھا۔ آج وہ لڑکی نہیں آئی جس کا وہ انتظار کر رہا تھا لیکن وہ آئی جس لڑکی کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کی

آنکھوں سے آنسو بہانا شروع ہو چکے تھے۔۔۔ جو مر چکی تھی۔۔۔ وہ کچھ دیر بعد نیند کی گولیاں لے کر سو چکا تھا اسے کچھ خبر نہ تھی دنیا کی۔

انہتا میں جھوٹ بول بول کر تنگ آچکی ہوں۔۔۔۔۔ آج کام پہ چل ابھی کچھ دیر تک برات آ جائے گی۔ آمنہ باجی ڈانٹتے ہوئے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے میں اس حویلی کا کام دیکھ لیتی ہوں۔ آپ دوسری حویلی چلی جائیں۔ اور جب بارات آ جائے گی تو میں کوئی کام نہیں کروں گی۔۔۔ کیونکہ یہاں کا کام کر کے میں اپنے کمرے میں چلی جاؤں گی۔ اور بھی ملازم ہے باقی وہ دیکھ لیں گے۔۔۔ ٹھیک ہے بس۔۔۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاں ٹھیک ہے تو سب دیکھ لے اس حویلی کا۔۔۔ بے شک مہمانوں کے سامنے نہ جانا کام کروا دے یہاں کا بس اچھا آمنہ باجی بھی تحمل سے بولی۔

وہ ہر کام ختم کر کے اپنے کمرے میں جا چکی تھی اور باہر بارات بھی آچکی تھی۔۔۔ جسے نہ شادی میں دلچسپی تھی اور نہ لوگوں میں۔۔۔ وہ صرف اپنی زندگی گزار رہی تھی۔۔۔

فاطمہ کا نکاح پہلے ہو چکا تھا اور اب رخصتی کا وقت تھا اور یہ وقت بہت مشکل تھا خان حویلی کے لیے۔۔ کیونکہ ایک کی بیٹی تھی اس لیے اس کے جانے کا دکھ سب کو تھا خیر رخصتی کے بعد سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔۔۔ لیکن ایک ایسا شخص بھی تھا جو اندر اجڑ چکا تھا خان حویلی میں۔۔۔ جس کی خان حویلی کو کوئی خبر تک نہ تھی۔

شاید زندگی میں بہت کم لوگوں کو ان کی محبت ملتی ہے اور مراد کا نام بھی شاید اسی فہرست میں تھا۔ یا شاید مراد کا نام اس فہرست میں کبھی تھا ہی نہیں۔

جاری ہے